شاہ بلیغ الدین

چھت سے سانپ گرا اور گرا تو سیدھا یحییٰ بن ہبیرہ کے کندھے پر آپڑا۔ ابن طبا طبا نے الفخری میں لکھا ہے کہ...... اس کے آگے کچھ جنرل، سرکاری عہدے دار اور معززین شہر بیٹھے ہوئے تھے دہشت کے مارے سب وہاں سے اٹھ گئے مگر ابن ہبیرہ چین سے بیٹھا رہا۔ ابن ہبیرہ بھی انسان تھا جان اسے بھی عزیز تھی جس لمحے سانپ اس پر گرا ایک ہی بات اس کے ذہن میں آئی کہ...... موت آگئی! دل نے کہا اگر موت آگئی ہے تو کوئی نہیں بچا سکتا، نہیں آئی تو یہ موذی کچھ نہیں کر سکتا، اپنا وقار کیوں کھونا! اور ہیبت کا مظاہرہ کیا کرنا؟ سانپ کندھے پر سے رینگ کر گود میں آیا۔ گود سے نیچے اترا اتنے میں اور لوگوں کو بھی حوصلہ ہوا جو ڈر کر بھاگ گئے تھے وہ تو نہ آئے ملازم دوڑے دوڑے آئے اور انھوں نے سانپ مار دیا۔ اسے ابن ہبیرہ کی جرأت کہئے، اعصاب پر قابو کہئے بہر حال یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ یحییٰ بن ہبیرہ عباسی دور کے وزراء میں سب سے لائق اور سب سے اولوالعزم آدمی تھا۔ یہی اس کے دونوں حکمران مقتفی اور مستنجد کہتے تھے۔ یحییٰ ان دونوں عباسی خلفاء کا وزیر اور معتمد خاص بھی تھا اور سپہ سالار بھی! سلجوقیوں کے زور کو اسی نے توڑا تھا۔

یحییٰ ایک غریب کسان کے گھر پیدا ہوا۔ الفخری میں ہے ایک دن دربان نے دولتِ عباسیہ کے وزیر اعظم یحییٰ سے کہا کہ...... ایک عراقی کسان آیا ہے۔ اپنا نام فلاں بن فلاں بتاتا ہے۔ کہتا ہے کہ آپ سے ملنا ہے۔ ہم نے اسے بہتیرا ٹالا لیکن وہ ملنے پر مصر ہے۔ کہتا ہے کہ آپ اسے جانتے ہیں۔ یحییٰ نے کہا...... ہاں! اسے بلاؤ۔

وہ آیا تو اسے پاس بٹھایا۔ پوچھا کیا حال ہے؟ کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا اپنے ایک کام سے بغداد آرہا تھا میری لڑکیوں کی ماں نے کہا کہ شیخ یحییٰ کو میرا اسلام پہنچا دینا اور کہنا کہ بہت دنوں سے تمہاری خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ یہ بھی کہنا کہ میں نے خاص تمہارے لئے یہ روٹی پکائی ہے اس نے اپنی چادر سے جو کی روٹیاں جن پر توت کی چٹنی لگی ہوئی تھی وزیر اعظم کو پیش کی۔

اس نے دو روٹیاں خود لے لیں اور باقی حاضرین میں تقسیم کر دیں حاضرین کو بتایا کہ یہ میرا پڑوسی بھی تھا اور کاشتکاری میں شریک بھی تھا۔ یہ بڑا ہمدرد، زبان کا سچا اور وعدے کا پکا آدمی ہے۔ عراقی کو اپنے پاس بٹھا کر اس کے حالات پوچھے اور ہر طرح سے اسے خوش کر کے لوٹایا۔ اس کا کہنا تھا کہ...... حضورؐ کے دو وزیر تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ! مجھے ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔ وزارت عہدہ نہیں خدمت کا نشان ہے۔

عون الدین ابو مظفر یحییٰ، دُجیل کے علاقے میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ کاشتکار تھا لیکن بیٹے کو اس نے خوب پڑھایا۔ بچپن ہی سے وہ اسے بغداد بھیجتا اور تاکید کرتا رہا کہ...... عالموں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا! اس طرح آدمی کی نظر اونچی ہوتی ہے اور خیالات بہتر سے بہتر ہو جاتے ہیں۔ تھوڑے دنوں میں باپ مر گیا لیکن جو بات اس نے بیٹے کے دل میں بٹھا دی تھی وہ کبھی نہ گئی لڑکپن سے اس نے ہر مصیبت کا مقابلہ کیا۔ ایسی محتاجی اور ناداری دیکھی کہ کیا کسی نے دیکھی ہوگی۔ باپ کی وصیت تھی کہ بیٹا محنت سے نہ رکنا۔ دیانت کو نہ چھوڑنا اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا۔ اس کی ذہانت مطالعے اور تجربات نے اسے بڑا نرم مزاج اور خوش اخلاق بنا دیا تھا۔ پہلی بار وزیر بن کر اپنے دفتر میں آیا تو دیکھا ایک چپراسی دوسروں سے دور کھڑا تھا اور اس کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔ اس نے اس چپراسی کو پاس بلایا۔ اپنی جیب سے کچھ نکال کر انعام دیا اور اس کی پیٹھ تھپتھپا کر بولا..... جاؤ! اور اطمنان سے اپنا کام کرتے رہو۔ اس کے چلے جانے کے بعد لوگوں سے کہا کہ جب میں اس دفتر میں پہلی بار وزیر سے ملنے آیا تو اس چپراسی نے مجھے ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیا تھا اور ذلیل کیا تھا، کیونکہ میں اس وقت محتاج تھا، میں نے سوچا کہ آج میں اس کے ساتھ حسن سلوک کر کے اس کی پریشانی دور کر دوں۔ یحییٰ بڑا پڑھا لکھا اور نظم و نسق کا بڑا دھنی تھا۔ اس نے مملکت کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ بڑی شرافت اور نیک نامی سے اپنی زندگی گزاری۔ اس کی تنخواہ ایک لاکھ اشرفی سالانہ تھی۔ وہ ایسا فیاض اور سخی تھا کہ زکوٰۃ نہ نکال سکتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ آدمی کا مال زکوٰۃ کی حد کو پہنچے یہ بھی بخل ہے۔ اس سے بڑھ کر بخل اور کیا ہو سکتا ہے کہ آس پاس ضرورت مند ہوں اور کوئی اپنا مال سمیٹے سال گزرنے کا انتظار کرتا رہے۔ اللہ کے رسول کی خاص صفت سخاوت تھی۔ وہ مال خرچ کرتے تھے جوڑتے نہیں تھے!

آدمی جب اپنی اصلیت کو بھول جاتا ہے تو بہت اونچا اڑنے لگتا ہے۔ دنیا نے تجربات کی روشنی میں یہ بات ہمیں ایک مثل کے طور پر دی ہے کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا محمود غزنوی اسی لئے ایاز کی قدر کرتا تھا کہ وہ داموں بکا غلام بن کر اس کے پاس آیا تھا۔

بڑے بڑے عہدے سے اسے نوازا گیا حتیٰ کہ حکمران وقت کا وہ مصاحب بن گیا لیکن اپنی اصلیت کو کبھی بھولا نہیں۔ اسی بات کو غرور اور تکبر کے حوالے سے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ نو دولتیا بڑا مغرور ہو جاتا ہے۔ عزت شہرت اور دولت ملنے کے بعد جو اپنے جامے میں رہتا ہے وہ صاحبِ ظرف ہوتا ہے، جو صاحبِ ظرف ہوتا ہے وہ خدا ترس بھی ہوتا ہے۔ اسی لئے ہمیں تعلیم دی گئی کہ موت کو ہمیشہ یاد رکھو یہ آدمی کو قابو میں رکھتی ہے۔☆☆☆